

دوم یار نبی (ص) حضرت ابوذر الصدیق رضی اللہ عنہ

<?xml encoding="UTF-8?">

حضرت ابوذر غفاری رحمت اللہ علیہ اسلام کی ایسی عظیم شخصیت ہیں جنہوں نے اسلام نظریات کی ہر قدم پر جان جوکھوں میں ڈال کر حفاظت و نصرت فرمائی۔ آپ دین حق کے نڈر سپائی، بے باک مبلغ، عزم و استقلال کے پیکر مظلوم صحابی رسول (ص) تھے۔ آپ کبھی لذت غم و شدائد کو عارضی خوشیوں کے ہاتھوں فروخت نہ فرمایا۔ آپ کے حوصلہ منداور جرات افزاء جذبات ایمانی بڑی بڑی آزمائش میں غالب نظر آتے ہیں۔ اس میں شک نہیں اس حق گو اور صدیق امت ہستی کو اشاعت حق کی بھاری قیمت ادا کرنی پڑی لیکن ایک لمحہ کے لئے بھی یہ سرفروش اسلام باطل کے سامنے سرنگوں نہ ہوا ہر طرح کی مصیبت کو ہنسی خوشی قبول کیا لیکن سچ کو آج نہ آنے دی، عشق دین الہی کی مستی میں جابر سلطان سے ٹکرا جانے والے اس بہادر صحابی رسول (ص) کو جس طرح اس کی زندگی میں نشانہ ظلم و جور بنا گیا بعد از وقت بھی ان سے بغض و کینہ کے تیز ہتھیاروں سے انتقام لینے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی گئی۔ قصیدہ خوانان حکومت نے آپ کے تاریخ وجود کے نقش و نگار کو محض حکمرانوں کی محبت و عقیدت میں دھندلا کر نے کی تمام کوششیں صرف کیں کبھی اس بزرگ عظیم کو اس کے آقا و مولا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح مجذوب و مجنون کہا گیا، کبھی عذر پیری تراش کر اس کامل ہستی کے ادراک و فہم مصطفیٰ پر رکیک حملے کئے گئے اور ستم بالائے ستم یہ کہ آج کے زمانے میں اہل قلم نے ان کو اشتراکیت کا بانی قرار دینا شروع کر دیا ہے، مارکسی نظریہ کا خالق سمجھا جانے لگا ہے، مسلمانوں کی اس فرزند اسلام سے چشم پوشی یقیناً اہل درد کی آنکھوں میں کھٹکتی ہے کہ اہل علم و قلم احباب نے اس بطل جلیل زعیم عظیم یا پیغمبر (ص) علیم سے یہ غیر منصفانہ صرف نظر کیوں روا رکھا۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ راقم ناتواں کو یہ سعادت نصیب ہو رہی ہے کہ اس مومن کامل، عاشق آل رسول (ص)، محبوب رسول (ص)، اور حبیب رب رسول (ص)، نجم ہدایت یار نبی (ص) کی خدمت میں اپنے عقیدت مند جذبات کا اظہار پیش کروں۔ میں کوشش کروں گا کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خصوصی حالات پر مختصر مگر سیر حاصل روشنی ڈالوں کہ آپ کی علمی حیثیت اسلامی، اقتصادی نظریہ، فضائل و مناقب اور حالات مصائب سے عبوری واقفیت ہوجائے نیز اس شبہ و الزام کا بھی ازالہ ہو جائے کہ جناب ابوذر رضی اللہ عنہ اشتراکیت یا کمیونزم جیسے لغو نظریات کے خالق تھے۔ حالانکہ آپ خالص توحید پرست، کٹر مومن اور حقیقی عاشق رسول و اہلبیت رسول علیہم السلام تھے۔ ان کے جسم مبارک کے ایک ایک قطرہ خون میں محبت اہل بیت (ع) رچی بسی تھی ان کے رگ و پے میں مؤدت و الفت کا خون دوڑ رہا تھا وہ ثقلین رسول کے نظریہ پر ایمان رکھتے تھے اور انہیں کے نقش قدم پر دوڑتے تھے۔ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے مطیع و پیروکار تھے اور ان ہی کے سکھائے ہوئے نظریات کا پرچار کیا کرتے تھے۔ اور یہی وجہ تھی جس کی پاداش میں انہیں سکھ کی سانس لینا نصیب نہ ہوسکا محبت دین کے جنون حقیقی میں انہوں نے سرمایہ دارانہ نظام سے ٹکرلی اور انتہائی بے جگری سے مقابلہ کیا۔ کسی رکاوٹ کو خاطر میں نہ لائے اور جابر حکمرانوں کے سامنے کلمہ حق کا واشگاف اعلان فرما کر جہاد الکبیر فرماتے رہے۔ اصولوں پر کسی سودا بازی پر آمادہ نہ ہوئے اور صداقت کی راہ میں کھڑی ہوئی ہر دیوار سے ٹکرائے۔ آپ نے استبدادی قوتوں کا مردانہ وار مقابلہ فرمایا

اور آئین وفا کی ہر شق کے پابند رہے۔ حتیٰ کہ آج ابوذر کی صداقت دہریوں اور بے دینوں نے بھی تسلیم کر لی۔ اقبال نے کیا خوب فرمایا ہے کہ

گماں آباد ہستی میں یقین مرد مسلمان کا -----
بیان ہاں کی شب تاریک میں قندیل ربانی
مٹایا قیصر و کسری کے استبداد کو جس نے -----
وہ کیا تھا؟ زور حیدر، صدق بوذر فقر سلمانی

نام و نسب و حلیہ:-

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ میرا اصلی نام جندب بن جنادہ ہے لیکن اسلام قبول کرنے کے بعد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا نام عبداللہ رکھا ہے اور یہی نام مجھے پسند ہے چونکہ آپ کے فرزند اکبر کا نام "ذر" تھا لہذا جناب کی کنیت "ابوذر" تھی۔ ذر کے لغوی معنی خوشبو اور طلوع و ظہور کے ہیں۔

آپ جنادہ بن قیس ابن صغیر بن حزام بن غفاری کے چشم و چراغ تھے آپ کی والدہ محترمہ رملہ بنت ورفیہ غفاریہ تھیں۔ آپ عربی النسل اور قبیلہ غفار سے تھے اسی لئے آپ کے نام کے ساتھ "غفاری" لکھا جاتا ہے۔ آپ گندمی رنگت کے طویل القد انسان تھے، نحیف الجسم تھے۔ آپ کا چہرہ روشن تھا اور کنپٹیاں دھنسی ہوئی تھیں کمر خمیدہ ہو گئی تھیں۔

عہد جاہلیت کے مختصر حالات :-

حضرت ابوذر غفاری رحمۃ اللہ علیہ کے قبل از اسلام کے حالات کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ وہ دین اسلام سے نابلد تھے تاہم توفیق الہی نے اس وقت بھی انہیں وحدانیت کے نور سے منور کر رکھا تھا اس پرشرک زمانے میں بھی آپ توحید خداوندی کا تصور اپنے روشن قلب میں رکھتے تھے۔ انہوں نے خود اپنے ایک بھتیجا پر اس بات کا انکشاف فرمایا کہ ملاقات رسول سے تین برس پہلے انہوں نے خدا کی نماز ادا فرمائی اور بت پرستی سے اکثر اجتناب برتا۔ اس کی وجہ خود امام صادق علیہ السلام نے یہ بیان فرمائی ہے کہ جناب ابوذر اکثر تفکر خالق میں رہا کرتے تھے اور ان کی عبادت کی بنیاد تفکر خداوندی پر تھی ابن سعد نے اپنی طبقات میں اور امام مسلم نے اپنی صحیح میں یہ بات نقل کی ہے چنانچہ مولوی شبلی نعمانی اپنی سیرت النبی میں تحریر کرتے ہیں کہ ابوذر بت پرستی ترک کرچکے تھے۔ اور غیر معین طریقے سے جس طرح ان کے ذہن میں آتا تھا خدا کا نام لیتے تھے اور نماز ادا کرتے تھے جب حضور کا چرچا سنا تو اپنے بھائی کو آپ کی خدمت میں صحیح صورت حال معلوم کرنے کے لئے روانہ کیا جو آنحضرت کی خدمت میں آیا اور قرآن شریف کی کچھ سورتیں سنکر واپس جاکر ابوذر سے کہا کہ میں نے ایسے شخص کو دیکھا ہے جسے لوگ مرتد کہتے ہیں وہ مکارم اخلاق سکھاتا ہے اور جو کلام وہ سنا تا ہے وہ شعر و شاعری نہیں بلکہ کچھ اور ہی چیز ہے تمہارا طریقہ اس سے بہت ملتا جلتا ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سخت قحط پڑا قبیلہ غفار کے گمان میں یہ خشک سالی ان کے بت معبودوں کی ناراضگی کے باعث تھی چنانچہ سرداران قوم نے فیصلہ کیا کہ بتوں کو راضی کیا جائے۔ انہوں نے "منات" بت کو

منانے کے لئے طرح طرح کی قربانیاں دی اور خوب انکساری سے گڑاگڑا کر دعائیں مانگیں مگر ایک قطرہ بارش بھی نہ ٹپکا۔ حضرت ابوذر کے بھائی انیس ان کو بھی زبردستی منات کی پوجا کے لئے لے آئے تھے اور ان کی بے رغبتی دیکھ کر بار بار ان کو بتوں کی توصیف سناتے اور ان سے خوف زدہ کرتے مگر آپ سنی ان سنی کر رہتے ان ہی قصہ کہانیوں میں کچھ ایسے قصے بھی آئے کہ لوگوں نے بتوں کی گستاخیاں کیں مگر ان کا بال تک بیکا نہ ہوا۔ حضرت ابوذر اپنے تفکرات میں کھوئے ہوئے یہ سب باتیں سنتے رہے حتیٰ کہ لوگوں کو نیند آگئی مگر ابوذر بیدار رہے۔ اور سوچنے لگے کہ "منات" آخر ایک پتھر کا صنم ہی تو ہے۔ جو نہ ہی ہدایت دے سکتا ہے اور نہ ہی گمراہ کر سکتا ہے۔ آپ چپکے سے اٹھے اور منات کو ایک پتھر مارا۔ منات ٹس سے مس نہ ہوا۔ پس ابوذر نے من میں کہا۔ "تو عاجز ہے قادر نہیں، مخلوق ہے خالق نہیں، نہ تجھ میں طاقت ہے نہ قوت تو ہرگز لائق عبادت نہیں ہو سکتا۔ بے شک میری قوم کھلی گمراہی میں ہے کہ تجھ پر قربانیاں چڑھاتے ہیں اور جانور ذبح کرتے ہیں" اسی تصور میں آپ سو گئے۔ جب صبح طلوع ہوئی تو منات کے پجاری پھر اس کے گرد طواف کرنے کے لئے جمع ہوئے مگر ابوذر عجیب کیفیت میں اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر آسمان کی بلندی کی طرف عالم تصور میں ڈوب گئے۔ اور اجرام فلکی کی تخلیق میں غور فکر و تامل میں غرق رہے۔ حتیٰ کہ اطمینان قلب حقیقین تک آپہنچا۔ لوگ طواف کر کراکے

روانہ ہو گئے اور جناب ابوذر کو ان کے حال پر چھوڑ دیا۔ قافلہ چلتا رہا۔ ابوذر دریائے فکر میں غوطہ زن رہے۔ پہاڑوں کو دیکھتے تو خالق کی صناعی پر غور فرماتے، زمین کی وسعت، آسمان کی بلندی، خلقت انسانیہ، چاند، سورج اور تارے آخر کوئی تو ان سب کا بنانے والا اور انتظام کرنے والا ہے۔ اسی سوچ و بچار میں گھر آپہنچے تو سیدھے لیٹ گئے دل ہی دل میں کہا "بے شک آسمان کا پیدا کرنے والا آسمان سے بڑا ہے اور انسان کا خالق انسان سے بڑا ہے اس دنیا کو بنانے والا یقیناً بہت ہی بڑا ہے وہی عبادت کے لائق ہے منات نہیں، نہ لات و عزی، نہ اساف و نائلہ اور سعد بلکہ صرف اسی کی ذات عبادت کے قابل ہے وہی خالق بدیع مصور وقادر ہے اور یہ بت محض پتھر ہیں جن میں نہ قدرت ہے نہ طاقت۔ پس اسی حالت یقین میں آپ سجدہ ریز ہوئے دل کو تسلی محسوس ہوئی اور اسی کیفیت میں آپ محو خواب ہو گئے۔ جب صبح اٹھے تو خشوع و خضوع کے ساتھ اللہ کو پکارنے لگے۔ اسی حالت میں حضرت کے بھائی انیس آئے تو ابوذر کو مؤدت انداز میں کھڑا پایا۔ دریافت کیا کہ کیا ہو رہا ہے جوابا فرمایا کہ اللہ کے لئے نماز پڑھ رہا ہوں۔ انیس حیران ہو کر پوچھا کون اللہ؟۔ نماز تو صرف منات یا نہم کے لئے ہے۔ آپ نے فرمایا میں کسی بت کی نماز نہیں پڑھتا بلکہ میں نے ایسے معبود کی معرفت پائی ہے جو تمہارے خداؤں جیسا نہیں وہ عظیم ہے قادر مطلق ہے۔ عقل اس کو پانے سے قاصر ہے بس وہ ایک حقیقی طاقت ہے جسکی میں تعظیم کرتا ہوں انیس نے دریافت کیا اے میرے بھائی کیا ایسے خدا کی پرستش کرتا ہے جسے نہ تو

دیکھ سکتا ہے نہ پاسکتا ہے۔ یہ عجیب حرکت ہے کہ تو اپنے سامنے کھڑے معبودوں کو چھوڑ رہا ہے جنہیں تو جب چاہے دیکھ لے اور جب مرضی پالے۔ جناب ابوذر نے فرمایا۔ اگر چہ میں اپنے معبود کو پا نہ سکا تاہم میں نے اس کی قدرت کی نشانیاں مشاہدہ کر لی ہے۔ یہ پتھر کے معبود تو گنگے، بہرے اور اندھے ہیں نہ ان کو نفع پر اختیار ہے نہ نقصان پر۔ انیس نے کہا کیا تو ہمارا اور اپنے اجداد کا مذاق اڑا رہا ہے؟ جناب ابوذر نے جواب دیا کہ اے انیس! میری کیا خطا ہے! اگر میرے اسلاف غلطی پر تھے، تمہارا دین مکڑی کے جالے کی تار سے بھی کمزور ہے۔ ذرا سوچ کر کہو کہ ہم میں سے جب کوئی سفر کرتا ہے اور قیام کرتا ہے تو دوچار پتھر جمع کرتا ہے جو پتھر اچھا لگتا ہے اس کو خدا بنالیتا ہے اور باقی سے چھو لہا بنا لیتا ہے۔ ذرا ہوش سے جواب دو کہ یہ پتھر کیسے

معبود ہوسکتے ہیں ہمیں بھلا لگا تو عبادت کے لائق ہو گیا اگر بھائے نہیں تو آگ کے حوالے۔ یہ بڑی عجیب و غریب بات ہے۔ انیس نے کہا کہ ہم تو بحالت سفر اس لئے کرتے ہیں کہ ہم کعبہ پر بھی ایسا ہی کرتے ہیں چنا ہو اپتھر کوئی اپنی ذات کی بنا پر تو نہیں پوجا جاتا بلکہ اساف و نائلہ (بت) کے قائم مقام کر کے پوجا جاتا ہے جو کعبہ میں رکھے گئے ہیں۔ جناب ابوذر جوش میں آئے اور فرمایا کہ اساف اور نائلہ دو زانی تھے کیا تم زانی کی عبادت کو پسند کرتے ہو۔ قصہ یوں ہے کہ اساف نائلہ پر عاشق تھا دونوں بغرض حج کعبہ آئے اور لوگوں کو غافل پاکر وہاں زنا کیا اسی وقت مسخ ہو کر پتھر بن گئے۔ اور بعد میں لوگوں نے ان کو پوجنا شروع کر دیا انیس کو یہ بات ناگوار ہوئی اور کہا کہ تو پھر ان نشانیوں کے بارے میں تو کیا کہتا ہے

جو ان سے ظاہر ہوئیں۔ ابوذر نے فرمایا ان سے تو کچھ بھی ظاہر و صادر نہ ہوسکا اور نہ ہوسکتا ہے۔ کیونکہ ان میں تو کچھ طاقت ہی نہیں ہے ابھی کا ہم منات کو منانے کے لئے گئے کہ وہ بارش برسائے اتنی منتیں سماجتیں کی گئیں مگر ایک بوند پانی بھی نہ برسا۔ پس انیس نے کھسیا نہ ہو کر کہا کہ چپ رہ تو ہمارے دل میں شک ڈالنے لگا ہے مجھے خدشہ ہے کہ کہیں میں بھی تیرے عقیدے کی طرف مائل نہ ہوجاؤں۔ حضرت ابوذر نے تبسم فرمایا کہ میں تو یہی چاہتا ہوں کہ تم بھی ان بتوں سے تنگ آکر خالق ارض و سما کی طرف مائل ہوجاؤ۔ انیس نے کہا کہ کیا دین چھوڑنا اتنا آسان ہے کہ جتنا پرانا لباس اتارا دینا؟ ابوذر نے فرمایا ہاں انیس جبکہ یہ دین پھٹے پرانے کپڑے کی مانند ہے تو یہ بات ہمارے لئے یقیناً آسان ہے۔ اسی اثنا میں ان کی والدہ تشریف لاتی ہیں اور بچوں کو کہتی ہیں کہ ہم اس قحط سالی سے سخت تنگ آگئے ہیں لہذا تمہارے ماموں کے گھر چلتے ہیں حتیٰ کہ "اللہ تعالیٰ" حالت بدل دے چنانچہ یہ سفر پر روانہ ہوئے اور حسب عادت حضرت ابوذر اپنے خیالات میں مصروف غور رہے۔ چند روز انہوں نے اپنے ماموں کے گھر گزارے مگر ایک شرارت کے تحت ان کو مجبوراً یہ گھر چھوڑنا پڑا کیونکہ کسی بد بخت نے ان کے ماموں کو ورغلادیا کہ اس کا بھانجہ انیس اپنی ممانی پر فریفتہ ہے۔ حضرت ابوذر نے مقام "بطن مرو" میں رہائش اختیار فرمائی اور ایک روز بکریاں چرا رہے تھے کہ اچانک ایک بھیڑیا نمودار ہوا اور اس نے آپ کی داہنی طرف حملہ کر دیا۔ جناب ابوذر نے اپنے عصا سے اسے بھگایا اور غصہ میں فرمایا "میں تجھ سے زیادہ خبیث برا بھیڑیا آج تک نہیں دیکھا"۔ بااعجاز خداوندی بھیڑیے کو قوت گویائی ملی۔ اور اس نے کہا "خدا کی قسم مجھ سے کہیں زیادہ بدتر "اہل مکہ" ہیں کہ خداوند نے ان کی طرف ایک نبی مبعوث فرمایا ہے اور وہ لوگ اس کو دروغ گو کہتے ہیں اور اس کے حق میں ناحق کلمات نا سزا استعمال کرتے ہیں" یہ آواز سنتے ہی حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے دل میں جستجوئے حق کا جذبہ اور فروغ پاگیا چنانچہ بلا تاخیر انہوں نے اپنے بھائی انیس کو نبی مبعوث کے حالات معلوم کرنے کے لئے روانہ کر دیا جب انیس واپس آئے تو جناب ابوذر نے بڑے اشتیاق سے روداد دریافت فرمائی۔ انیس نے کہا۔

"میں ایک ایسے شخص سے مل کر آیا ہوں جو یہ کہتا ہے کہ اللہ ایک ہے۔ اے بھائی اللہ نے تیرے مسلک کے لئے اسے بھیجا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ وہ بھلائی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے روکتا ہے لوگ اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ شاعر، ساحر اور کاہن ہے مگر وہ برگز شاعر نہیں کیوں کہ میں شعر ک تمام قسموں سے واقف ہوں۔ میں نے اس کی باتوں شاعری پر چانچا تو معلوم کیا کہ اس کا کلام شعر نہیں ہے نہ ہی وہ جادوگر ہے کیونکہ میں نے جادوگر کو بھی دیکھا ہے نہ ہی وہ کاہن ہے کہ میں بہت سے کاہنوں سے مل چکا ہوں اس کی باتیں کاہنوں جیسی نہیں ہیں۔ وہ عجیب عجیب باتیں کہتا ہے۔ بخدا اس کا کلام بہت شیریں تھا مگر مجھے اس کے سوا کچھ نہیں رہا جو بتا چکا ہوں البتہ میں نے کعبہ کے قریب نماز پڑھتے دیکھا ہے کہ اس کی ایک جانب ایک خوبصورت نوجوان جو ابھی بالغ نہیں کھڑا ہوا نماز پڑھ رہا ہے لوگ کہتے ہیں کہ اس کا چچیرا بھائی

علی ابن ابی طالب ہے۔ اور اس کے پیچھے ایک جلیل القدر عورت کھڑی نماز پڑھ رہی ہے لوگوں نے اس معظمہ کے بارے میں مجھے بتایا وہ اس کی زوجہ خدیجہ ہے "

قبول اسلام:-

یہ اصول سن کر جناب ابوذر بے تاب ہو گئے اور فرمایا مجھے تمہاری گفتگو سے تشفی نہیں ہوئی میں خود اس کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کی باتیں سنوں گا اس نے خبر دار کیا کہ آپ ضرور تشریف لے جائیں مگر اس کے خاندان والوں سے ہوشیار رہیں۔ چنانچہ حضرت ابوذر مکہ آئے اور مسجد الحرام کے قریب پہنچ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ڈھونڈنے لگے مگر نہ ہی آپ کا کوئی تذکرہ سنا اور نہ ہی ملاقات کرسکے۔ رات چھپانے لگی اچانک حضرت علی علیہ السلام طواف کے لئے آئے اور حضرت ابوذر کے قریب سے گزرے جو وہاں اجنبی حالت میں بیٹھے ہوئے تھے مسافر سمجھ کر جناب امیر علیہ السلام آپ کو اپنے گھر لے آئے۔ اور انتظام شب بسر فرمایا۔ صبح ہوتے ہی حضرت ابوذر نے پھر مسجد کا رخ کیا اور رسول کریم کو تلاش کرنے لگے مگر سارے دن کی جستجو کے باوجود زیارت رسول نصیب نہ ہوئی رات کو پھر حضرت علی علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے تعجب سے مقصد دریافت فرمایا۔ جناب ابوذر جھجکے مگر حضرت امیر نے یہ یقین دلایا کہ وہ بلاخوف اظہار کریں ان کے راز کی حفاظت کی جائے گی۔ جناب ابوذر نے کہا "مجھے معلوم ہوا ہے یہاں ایک نبی مبعوث ہوا ہے میں نے اپنے بھائی کو ان کی خدمت میں روانہ کیا مگر اس کی باتوں سے میری تسلی نہیں ہوئی لہذا میں خود ان سے ملاقات کرنے کو بے تاب ہوں۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔

"آپ ہدایت پاگئے۔ میں ان کی طرف جارہا ہوں۔ میرے پیچھے آئیے جہاں میں داخل ہوں وہاں آپ بھی داخل ہوجائیں اگر میں کوئی خطرہ محسوس کروں گا تو دیوار کے پاس کھڑا ہوکر اپنا جوتا درست کرنا شروع کردوں گا اور اگر ایسا کروں تو آپ واپس چلے آئیں " چنانچہ اس طرح حضرت امیر علیہ السلام کی معیت میں یہ عاشق رسول(ص) اپنے عزم بے پایاں میں کامیاب ہوا۔ نورمجسم کے چہرہ انور کی ایک مقدس جھلکی نے بے خود کردیا اور شرف قدم بوسی حاصل کیا۔ بس دانہ تسبیح میں پرولیا گیا۔ سرکار ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ضروری امور کی تلقین فرمائی اور کلمہ شہادت پڑھنے کا حکم دیا۔

حضرت ابوذر فرماتے ہیں کہ سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نگاہ الفت سے مجھے دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ

"سنو! زمانہ اسلام کا خاص دشمن ہے تم بہت محتاط رہنا تم اپنے وطن واپس چلے جاؤ اور جب تک میری نبوت زور پکڑے وہیں رہو۔ جاؤ تمہارے وطن پہنچنے سے قبل تمہارا ماموں انتقال کرچکا ہوگا اور چونکہ وہ بے اولاد ہے لہذا تم اس کی جائیداد مال کے وارث ہو گئے چنانچہ آپ حسب حکم وہاں سے واپس آئے اور اپنے ماموں کی جائیداد کے مالک ہوئے آپ نے ہجرت مدینہ تک وہیں قیام فرمایا اور ہجرت کے بعد مدینہ روانہ ہوئے۔ علماء نے لکھا ہے کہ حضور نے حضرت ابوذر کو ایمان پوشیدہ رکھنے کی ہدایت فرمائی تھی یعنی تقیہ کی تعلیم دی تھی تاکہ دشمنوں کے مصائب وآلام سے محفوظ رہیں۔ لیکن عشق و مشک چھپنے والی چیزیں نہیں حضرت ابوذر نورایمان کو چھپا نہ سکے۔ جذبات ایمانیہ کا غلبہ ہوا۔ اور حضور کی خدمت اقدس سے رخصت ہو کر مسجد کی طرف آئے اور قریش کے ایک گروہ کے سامنے چلا کر کہنے لگے "اے قریش سنو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں "

یہ سنتے ہی قریش کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ بد حواس ہو کر انہوں نے جناب ابوذر کو گھیرے میں لے لیا اور اس قدر زدو کوب کیا کہ جناب ابوذر غش کھاگئے قریب تھا کہ آپ کی روح پرواز کرجاتی مگر اچانک حضرت عباس بن عبدالمطلب آئے اور وہ حضرت ابوذر کے اوپر لیٹ گئے۔ اور ان درندہ صفت لوگوں کو کہا کہ تمہیں کیا ہوگیا ہے یہ آدمی قبیلہ غفار کا ہے جس سے تم تجارت کرتے ہو اگر اس کچھ ہوا تو تمہیں لینے کے دینے پڑجائیں گے۔ یہ بات سن کر کفار حضرت ابوذر کے پاس سے ہٹ گئے آپ زخموں سے چور چور ہوگئے تھے۔ بڑی مشکل سے چاہ زم زم تک پہنچے اور اپنے جسم کو خون سے پاک کیا۔ پانی نوش فرمایا اور پھر بارگاہ رسالت مآب میں تشریف لائے۔ حضور نے آپ کی یہ حالت دیکھی تو سخت رنجیدہ ہوئے۔ پھر فرمایا "اے میرے صحابی ابوذر تم نے کچھ کھایا پیا ہے؟ ابوذر نے جواب دیا سرکار آب زم زم پی کر سکون حاصل کرلیا ہے۔ حضور نے فرمایا "بے شک یہ سکون بخشنے والا ہے" اس کے بعد آنحضرت نے ابوذر کو تسلی دی اور انہیں کھانا کھلایا۔

عشاقان حقیقی کے نزدیک حق کی راہوں میں سہی جانے والی مصیبتوں کا ذائقہ ہی بہت لذیذ معلوم ہوتا ہے۔ اگر چہ جناب ابوذر ایک مرتبہ ایسے شدید مصائب کا مزا چکھ چکے تھے لیکن ان کے جذبہ ایمانی نے یہ گوارہ نہ فرمایا کہ خاموشی سے اپنے وطن کو واپس چلے جائیں۔ آپ کے عشق صادق اور ایمان کامل نے یہ مطالبہ کیا کہ ناہنجاز قریش پر یہ واضح کردیا جائے کہ انسانی شعور شرک و بت پرستی کے اوہام کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے چنانچہ آپ اسی مضروب

حالت میں دوبارہ مسجد کی طرف پلٹے۔ اور پھر وہی کلمات حق بآواز بلند دہرائے اب کی بار قریش آگ بگولہ ہوگئے اور انہوں نے شور مچایا کہ اس شخص کو قتل کردو۔ آپ پر ہر طرف سے حملہ کردیا گیا اور اس بے دردی سے مارا کہ قریب المرگ ہوگئے اس مرتبہ پھر عباس بن عبدالمطلب نے آپ کی جان بچائی۔ حضرت ابوذر کی ان جرات مندانہ تقریر نے قریش کو یہ سوچنے پر مجبور کردیا کہ اسلام کی روشن کرنیں اب صفحہ ہستی پر پھیلنا شروع ہوگئی ہیں اور وہ دن دور نہیں کہ پتھر کے خداؤں کی شان و شوکت خاک میں مل جائے گی۔

اب پھر حضرت ابوذر نے آب زم زم سے اپنا جسم پاک کیا اور خدمت رسول میں حاضر ہوئے چنانچہ حضور نے آپ کی حالت زار ملاحظہ فرما کر حکم دیا کہ "اے ابوذر اب تمہمیں میرا یہ امر ہے کہ تم فوراً اپنے وطن واپس چلے جاؤ تمہارے پہنچنے سے پہلے تمہارا ماموں فوت ہوچکا ہوگا چونکہ تمہارے سوا اس کا اور کوئی وارث نہیں ہے لہذا اس کی جائیداد کے بھی تم مالک و وارث ہوگئے تم جاؤ اور مال حاصل کرنے بعد اسے تبلیغ اسلام پر صرف کرو۔ میں عنقریب یثرب کی طرف ہجرت کرکے چلا جاؤں گا۔ تم اس وقت تک وہیں اپنا کام کرنا جب تک میں ہجرت نہ کرلوں۔ حضرت ابوذر نے سرتسلیم جھکا کر عرض کیا کہ حضور میں عنقریب یہاں سے چلا جاؤں گا اور اسلام کی تبلیغ کرتا رہوں گا۔

ابوذر کی تبلیغی خدمات:-

ایمان سے مالا مال ہوکر یہ یار پیغمبر (ص) اپنے وطن واپس آگیا۔ دنیوی دولت نے بھی قدم چومے اور ترویج اسلام میں پوری سعی سعید شروع کردی۔ سب سے پہلے اپنے بھائی انیس کو حلقہ بگوش اسلام کیا اور دونوں بھائی اپنی والدہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جنہوں نے بلا حیل و حجت کلمہ شہادت بڑھ لیا۔ ماں او ربھائی کے ایمان لانے سے حضرت ابوذر کی حوصلہ افزائی ہوئی لہذا اہل قبیلہ کو راہ راست پر لانے کی تراکیب پر غور شروع کردیا اسی سوچ و بچار میں ایک روز حضرت ابوذر اپنے گھر سے نکل پڑے اور اپنی ماں

وہبائی کے ساتھ کچھ دور جاکر اپنے حلقہ قبیلہ میں ایک جگہ خیمہ زن ہوئے جب رات ہوگئی تو اہل قبیلہ اپنے اپنے خیموں میں مختلف تذکرے کرنے لگے حضرت ابوذر نے جو کان لگایا تو کچھ لوگوں کو اپنے بارے میں گفتگو کرتے سنا۔ وہ کہہ رہے تھے قبیلہ کا مرد بہادر اب نظر نہیں آتا نہ کبھی بتوں کے پاس دکھائی دیا ہے اور نہ کسی سے میل جول ہے کسی نے کہا ابوذر کا میلان اللہ کی طرف ہے وہ آج کامکہ میں نبوت کے دعویدار شخص سے ملنے گیا ہوا ہے۔ ایک شخص نے کہا نہیں وہ مکہ سے واپس آگیا ہے اور یہاں قریب ہی اس نے خیمہ لگایا ہے چنانچہ اس بات پر ان لوگوں نے مشورہ کیا کہ ابوذر کے پاس جاکر معلوم کریں کہ وہ اہل قبیلہ سے کھچے کھچے کیوں رہتے ہیں۔ چنانچہ وہ ابوذر کے خیمہ کے پاس آئے اور آپ نے ملاقات کی۔ ان میں سے ایک نوجوان نے دریافت کیا کہ اے ابوذر آپ آخر ہم سے اس قدر دور دور کیوں رہتے ہیں۔ آپ نے کہا ایسی کوئی خاص بات نہیں ہے میرے دل میں تمہاری گہری محبت ہے میں تو راہ ہدایت کی تلاش میں سرگرداں رہا اور اب کامیاب ہوا ہوں کہ مقصود حاصل ہو گیا۔ اب میں بتوں کے بجائے اپنے تمام افعال اور جملہ امور میں خدائے تعالیٰ کی جانب بڑھتا ہوں اور اسی

ذات کی طرف رجوع کرتا ہوں جو ایسا واحد ہے کہ اس کا ہرگز کوئی شریک نہیں ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اس خدا نے واحد کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے وہ تمام چیزوں کو پیدا کرنے والا ہے ہمارے اور تمہارا پروردگار ہے میں تم کو بھی نصیحت کرتا ہوں کہ اس کار خیر اور فکر عمل میں میرے شریک ہو جاؤ اور میری طرح وحدانیت کی شہادت دو۔

یہ تقریر سن کر ان لوگوں کے پیروں تلے زمین نکل گئی۔ انہوں نے بتوں سے منسوب معجزات و کرامات کی جھوٹی کہانیاں دھرانا شروع کر دیں۔ آپ نے محبت و خلوص سے ان کو بتوں کی بے بسی و عاجزی پر عقلی دلائل پیش کئے اور فرمایا کہ میں کمال تحقیق کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ پتھر کے اصنام کو مٹی میں ملا کر خدا نے واحد کے سامنے سرتسلیم خم کرنا فطرت کا تقاضا اور انسانیت کا فروغ ہے۔ لیکن آپ کا یہ وعظ حسنہ مؤثر ثابت نہ ہوسکا۔ اور ان لوگوں نے کہا ہم اس خطرہ سے اپنے سردار قبیلہ کو آگاہ کرتے ہیں یہ کہ ابوذر اس مکی نبی کے جھانسنے میں آگیا ہے جو ہمارے خداؤں کو برا بھلا کہتا ہے یہ سنکر حضرت ابوذر نے فرمایا۔ کہ میں نے حق بات کہہ دی ہے آگے تمہاری مرضی ہے جو جی میں آئے کرلو۔ مگر اتنا ضرور سن لو کہ وہ شخص جو مکہ میں نبوت کا مدعی ہے وہ حقیقت میں نبی ہے اس کو سارے عالم کے لئے اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ وہ خالق حقیقی کی طرف لوگوں کو دعوت دیتا ہے بلا شبہ اس کا یہ کہنا درست ہے کہ یہ آسمان و زمین۔ چاند۔ سورج۔ سیارے و ستارے۔ دن و رات۔ خنکی و گرمی تمام اس ہی ذات واحد کی بنائی ہوئی چیزیں ہیں اور یہ تمام کی تمام

قدرت خدائے ذوالجلال کی ذات کے لئے دلیل واضح ہے۔ نبی برحق خود تراشیدہ بتوں کے خلاف ہے اور اس کی یہ مخالفت اس لئے بجا ہے بے حس۔ آندھے۔ لاچار و مجبور ہیں پس ان لوگوں نے حضرت ابوذر کی یہ غیر متوقع باتیں سن کر کہا کہ تمہاری باتیں ہماری عقلوں میں نہیں آسکتی ہیں تم ہمارے آبائی معبودوں کی توہین کرتے ہو۔ ہمارے آباؤ اجداد کی عقلوں کو ناقص و ذلیل خیال کرتے ہو۔ ہم سردار قبیلہ کے پاس یہ سب کچھ پہنچائیں گے۔ یہ سنکر حضرت ابوذر کا چہرہ غصہ سے متغیر ہو گیا مگر آپ خاموش رہے۔ اور کہا کہ سردار قبیلہ سمجھدار آدمی ہے اور وہ میری باتیں سنکر ان پر ضرور غور کرے گا۔ چنانچہ جلتے بھنتے یہ نوجوان راتوں رات "خفاف" سردار قبیلہ کے پاس گئے۔ اور سارا ماجرا بیان کیا۔ خفاف نے ان نوجوانوں کو تسلی دی کہ اس معاملہ کو مجھ پر رہنے دو تم لوگ اب آرام کرو۔ میں خود اس پر غور کرتا ہوں نوجوان تو سونے کو چل دئیے مگر خفاف کی نیند

ساتھ اڑالے گئے۔ وہ ساری رات ابوذر کے بارے میں سوچتا رہا۔ ابوذر کی باتیں اس کے دل کو لگتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔ اسی سوچ و بچار میں اس کی عقل نے اس کی رہبری کی اور دل میں کہنے لگا کہ بے شک ابوذر راہ حق پر ہیں کیوں کہ حکیم عرب نے ان کی تائید کی ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ حکیم عرب قیس بن ساعدہ غلط نہیں سمجھے گا۔ اور خطا پر ایمان نہ لائے گا۔ بے شک اس عالم نے کے لئے کسی نہ کسی مصلح کا ہونا ضروری ہے اور ایک ایسی صلاحیت سے محروم ہیں، اے ابوذر کے خدا ہماری رہنمائی فرما اور ہمیں ہدایت کا راستہ دکھا کر گمراہی سے

نکال لے ان ہی خیالات میں خفاف نے رات گزاری۔ صبح ہوئی تو سارے قبیلہ میں یہ جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی کہ ابوذر کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ کس نے نیا دین قبول کر لیا ہے۔ ان ہمارے خداؤں کو برا بھلا کہتا ہے۔ لوگوں نے مطالبہ کیا کہ ان کو قبیلہ کیا کہ ان کو قبیلہ سے خارج کر دیا جائے مگر یہ کیسے ہوسکتا تھا کہ ابوذر اپنے قبیلہ کے شجاع ترین آدمی تھے۔ لہذا طے پایا کہ معاملہ بزرگان قبیلہ کے سامنے بغرض غور پیش کیا جائے۔ چنانچہ کچھ عمر رسیدہ لوگوں کو بھڑکا کر سردار قبیلہ کے پاس بھیجا گیا کہ ابوذر کی سرگرمیوں کا سد باب ہو۔ اشراف قبیلہ نے سردار سے کہا کہ ہمارے خیال میں ابوذر پاگل ہو گیا ہے اور مکے کے نئے نبی نے اس پر جادو چلا دیا ہے۔ خفاف نے ٹھنڈے دل سے ان بزرگوں کی باتیں سنیں اور کہا کہ میرے رفیقو! کسی پر الزام لگانا اچھا نہیں ہے میں نے تمہاری باتیں سن لی ہیں۔ ابوذر معمولی آدمی نہیں بلکہ وہ قبیلہ کی بلند شخصیت ہے۔ میں انہیں ہلا کر ان سے باتیں کرتا ہوں تاکہ صحیح نتیجہ اخذ کرسکوں۔ چنانچہ حضرت ابوذر کو بلایا گیا آپ نے اشراف قبیلہ کی موجودگی میں خفاف کے سامنے انتہائی مدلل تقریر فرمائی جس کے اثر میں خفاف مسلمان ہو گئے، سردار قبیلہ کے مسلمان ہوتے ہی سارے قبیلہ کی کایا پلٹ گئی اور اکثریت نے کلمہ پڑھ لیا۔ جناب ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سعی جمیلہ و بلیغہ سے قبیلہ غفاری کی غالب اکثریت مسلمان ہو گئی اور نعرہ تکبیر کی آوازوں سے ساری فضا گونج اٹھی۔

جناب ابوذر قبیلہ غفاری میں اسلام کی شمع روشن کرنے کے بعد عسکان کی طرف متوجہ ہوئے کیونکہ یہ جگہ قریش کی گزرگاہ تھی اور آپ

ابھی قریشیوں کے لگائے ہوئے زخموں کو بھول نہ سکے تھے لہذا وہ عموماً قریش کی گھات میں رہتے تھے اور جو قریشی گروہ ادھر سے گذرتا آپ اسلام کو پیش کرتے یہاں تک کہ بہت سے قریشی آپ کے دست حق پرست پر حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ ادھر مدینہ کے دو بڑے قبیلے اوس و خزرج اسلام لے آئے۔ حضرت ابوذر کو زیارت رسول (ص) کی تشنگی اکثر محسوس ہوتی تھی او رآپ گن گن کردن گزار رہے تھے کہ کب ہجرت کا وقت آئے اور میں مدینہ جاکر قدم بوسی کروں۔ جب مدینہ میں اسلام کی روشنی کی خبر معلوم ہوئی تو آمادہ سفر ہوئے راستہ میں رافع بن مالک الزرمی سے ملاقات ہوئی اور ان سے اسلام و بانی اسلام کے حالات پر تبادلہ خیالات کیا۔ الغرض حضور (ص) مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرما ہوئے۔ جب قبیلہ غفاریہ کو یہ خبر ملی تو بہت مسرور ہوئے۔ حضرت ابوذر انتظار کی گھڑیاں ختم ہونے پر شادماں تھے آپ کی نگاہیں راہوں میں بچھی ہوئی تھیں۔ جب موج سعادت کو محسوس کر کے قلب مشتاق کو اطمینان نصیب ہوا۔ اچانک ایک اونٹ کو آتے دیکھا۔ اہل قبیلہ جناب ابوذر پر نگاہیں جمائے ہوئے تھے کہ اچانک آپ نے بلند آواز میں پکارا "واللہ وہ رسول اللہ تشریف لے آئے" بڑی تیزی سے حضرت ابوذر آگے ہوئے اور دوڑ کر اونٹنی کی مہار تھا م لی۔ قبیلہ غفار کے مردوں عورتوں اور بچوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی نعرہ تکبیر سے فضا گونج اٹھی حضور (ص) اپنے ناقہ سے اترے اور تلاوت قرآن فرما کر وعظ حسنہ فرمایا۔ لوگ حضور کی بیعت کے لئے بڑھے جبکہ جناب ابوذر بڑے فخر یہ انداز میں تبسم بہ لب

ایستادہ رہے۔ اہل قبیلہ نے حضور سے عرض کہ ہمیں آپ کے

شاگرد ابوذر نے گمراہی سے نکالا ہے۔ آنحضرت یہ پرتپاک استقبال ملاحظہ کر کے خوشی سے پھولے نہ سمائے اور باتھ بلند فرما کر دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ قبیلہ غفار کو بخشے۔ اس کے قبیلہ اسلم کے لوگ آئے۔ چنانچہ حضور نے ان کے حق میں بھی سلامتی کی دعا فرمائی حضور یہاں مختصر قیام کے بعد مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے اور ابوذر وہاں رک گئے جنگ بدر، احد اور خندق جیسی عظیم لڑائیاں گزر گئیں۔ ایک روز آپ مسجد میں مشغول عبادت تھے کہ ایک شخص کو ایک آیت کی تلاوت کرتے سنا جس میں جہاد فی سبیل اللہ کی ترغیب تھی اس سے اسقدر متاثر ہوئے کہ فوراً مدینہ منورہ روانہ ہو کر حضور (ص) کی قدم بوسی کا شرف حاصل کیا۔ ساری رات آپ مسجد نبوی میں بسر کرتے۔ سارا دن لوگوں سے ملتے جلتے۔ طعام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کرتے۔ حفظ حدیث پر پوری توجہ فرماتے اور زہد و تقویٰ سے اپنی مادی زندگی کو مالا مال فرماتے۔ آب و ہوا کی تبدیلی کے باعث آپ کی طبیعت ناساز ہوئی۔ حضور نے عیادت فرمائی اور ہدایت کی کہ اس مقام پر بیرون مدینہ رہائش کرو جہاں مویشی چرتے ہیں اور صرف دودھ پیو۔ حکم رسالت مآب کی تعمیل کی اور آپ تھوڑے دنوں بعد روبصحت ہو گئے صحتیابی کے بعد فریضہ زوجیت ادا کیا۔ مگر وہاں غسل کے لئے پانی میسر نہ آیا ابھی تیمم نازل نہ ہوا تھا ادھر نماز کی فکر لگی ہوئی تھی اسی کشمکش میں ناقہ پر بیٹھ کر مدینہ آئے جوں ہی حضور کی نگاہ جناب ابوذر پر پڑی آنحضرت نے اس سے پہلے کہ ابوذر کچھ کہیں خود ہی فرمایا کہ ابوذر گھراؤ نہیں۔ ابھی تمہارے غسل کا انتظام ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ایک کنیز پانی لائی اور آپ نے غسل کیا۔ بعض مفسرین نے یہ خیال کیا ہے کہ یہ واقعہ آیت تیمم کا سبب بنا اور حضور نے ابوذر کو یہ طریقہ تیمم تعلیم فرمایا۔

حضرت ابوذر کو عبادت کا بہت شوق تھا سارا دن اور رات مسجد میں مشغول عبادت رہتے تھے۔ ان کا شیوہ زندگی صرف یہ تھا کہ اللہ اور رسول (ص) کی پیروی اور محمد وآل محمد علیہم السلام سے محبت۔ آپ کچھ تنہا پسند بھی تھے۔ ایک صحابی نے دریافت کیا کہ ابوذر تم زیادہ خاموش کیوں رہتے ہو اور تنہائی تمہیں کیوں پسند ہے تو آپ نے جواب دیا کہ برے ساتھی سے تنہائی بہتر ہے۔ حافظ ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ ابوذر زبردست عابد تھے۔ آپ کو یہ اعزاز حاصل تھا کہ اسلام لانے میں چوتھے شخص تھے جو قبول اسلام سے قبل ہی برائیوں سے کنارہ کش تھے۔ دلیری میں ان کا انفرادی مقام تھا اور حق بات کہنے سے ہرگز کسی خطرہ کی پرواہ نہ کرتے تھے تحصیل علم کا بہت شوق تھا اکثر آنحضرت (ص) سے مختلف قسم کے سوالات دریافت فرماتے رہتے تھے طبیعت مشقت پسند تھی اور ذہن محققانہ پایا تھا۔ علماء کا قول ہے کہ فلسفہ فنا و بقا پر آپ نے سب سے پہلا وعظ کیا تھا۔

محبت رسول (ص) کا مثالی واقعہ:-

سنہ 9ھ میں جنگ تبوک کے موقع پر حضرت ابوذر بھی لشکر اسلام کے ساتھ روانہ ہوئے چونکہ آپ کا اونٹ لاغر تھا لہذا وہ قافلہ سے بہت پیچھے رہ گیا تھا۔ آپ نے بہت کوشش کی کہ قافلہ کو جا پہنچے مگر تین دن کی مسافت سے بھی زیادہ فرق تھا چنانچہ شوق جہاد میں آپ ناقہ سے نیچے اتر آئے سارا سامان اپنی پشت پر لاد کر پیدل سفر شروع کیا شدید گرمی کا موسم اور پیاس کی شدت کا صرف تصور ہی کیا جاسکتا ہے آپ پیا پیا عالم تشنگی میں مصروف سفر رہے کہ پیاس نے بے حال کیا ادھر ادھر پانی کی تلاش کی بڑی مشکل سے ایک گڑھا ملا جس میں بارش کا پانی جمع تھا جیسے ہی پانی کا چلو منہ کے قریب لائے نبی کریم کا خیال آیا

دل میں سوچا کہ رسول(ص) پہلے پانی نہیں پینا چاہیئے۔ بس ایک لوٹا بھرا اور پھر سفر شروع کردیا۔ جیسے ہی آپ تبوک کی سرحد پر پہنچے تو مسلمانوں کی نگاہ آپ پر پڑی مگر آپ کو پہچان نہ سکے حضور (ص) کی خدمت میں ایک پریشان حال مسافر کی آمد کی خبر دی۔ حضور نے اطلاع پاتے ہی فرمایا کہ وہ میرا ابوذر ہے۔ بھاگ کر جاؤ وہ پیاسے ہیں ان کے لئے پانی لے جاؤ۔ اصحاب مشکیزہ آب لے کر پہنچے اور ابوذر کو سیراب کیا اور حضور کے پاس لے آئے۔ آپ نے مزاج پرسی فرمائی اور پوچھا اے ابوذر تمہارے پاس پانی تو ہے پھر تو پیاسا کیوں رہا؟ ابوذر نے عرض کیا یا رسول اللہ پانی تو ہے مگر میں اسے پی نہیں سکتا تھا کیوں کہ یہ پانی میں نے راستہ میں ایک پتھر کے دامن میں پالیا تھا جو بہت ٹھنڈا تھا۔ لیکن میرے دل نے یہ گوارہ نہ کیا کہ اسے میں آپ (ص) سے پہلے خود پی لوں۔ میں یہ آب خنک آپ کے لئے لایا ہوں۔ جب آپ (ص) نوش فرمائیں گے تب میں اس کو منہ لگاؤں گا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سنکر ارشاد فرمایا "اے ابوذر! خدا تم پر رحم کرے گا۔ تم تنہا زندگی کرو گے۔ تنہا دنیا سے اٹھو گے۔ تنہا مبعوث ہو گے۔ تنہا جنت میں داخل ہو گے اور اہل عراق کا ایک گروہ تمہارے سبب سے سعادت حاصل کرے گا۔ یعنی وہ تمہیں غسل دے گا۔ کفن پہنائے گا اور تم پر نماز پڑے گا۔" اس واقعہ سے جہاں جناب ابوذر رضی اللہ عنہ کی بے مثال محبت رسول(ص) کا پتہ چلتا ہے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ حضور (ص) نے جناب ابوذر(رض) کو آئندہ کے احوال سے باخبر کردیا تھا۔

بشارت جنت:-

حضرت ابوذر(رض) کا شمار ان اصحاب مبشرہ میں ہے جنکو اس دنیا میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنت کی بشارت دے دی۔ مروی ہے کہ ایک دن آنحضرت (ص) مسجد قبا میں تشریف فرماتھے اور آپ کے گرد بہت سے اصحاب حلقہ باندھے بیٹھے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ جو شخص سب سے پہلے اس مسجد کے دروازہ سے داخل مسجد ہوگا وہ اہل بہشت سے ہوگا۔ یہ سنکر چند اصحاب آپ (ص) کے پاس سے اٹھ کر باہر چلے گئے تاکہ داخل مسجد ہونے میں سبقت کریں۔ اصحاب کے اس عمل پر حضور(ص) نے فرمایا کہ اب بہت سے لوگ داخل ہونے میں ایک دوسرے پر سبقت کریں گے اور مسجد میں داخل ہوں گے ان میں سے جو کوئی مجھے "ماہ ذر" کے ختم ہوجانے سے مطلع کرے وہ اہل بہشت سے ہوگا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ لوگ داخل مسجد ہوئے آپ (ص) نے دریافت فرمایا کہ تم لوگ یہ بتاؤ یہ مہینہ رومی مہینوں میں سے کونسا ہے۔ ان لوگوں میں حضرت ابوذر بھی تھے جو تنہا باہر سے آنے والوں میں صحیح آنے والے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس سوال پر تمام لوگ لاجواب رہے لیکن حضرت ابوذر نے کہا کہ مولا ماہ آذر (چیت) ختم ہوچکا ہے۔ آنحضرت (ص) نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہے لیکن میں یہ ظاہر کرنے کے لئے تم سے سوال کیا ہے کہ لوگ سمجھ لیں کہ تم اہل بہشت سے ہو۔

ابے ابوذر(رض) تم کو میرے اہل بیت علیہم السلام کی دوستی میں حرم سے نکالا جائے گا۔ تم عالم غربت میں زندگی بسر کرو گے اور عالم تنہائی میں دنیا سے اٹھو گے تمہاری تجہیز وتکفین کی وجہ اہل عراق کا ایک گروہ سعادت حاصل کرے گا اور اہل بہشت میں میرے ہمراہ ہوگا۔

تفسیر امام حسن العسکری علیہ السلام میں ہے کہ حضرت ابوذر (رض) خاصان خدا اور مقربین اصحاب رسول (ص) سے تھے ایک دن خدمت رسول (ص) میں آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ (ص) میرے پاس ساٹھ گوسفند ہیں جن کی مجھے حفاظت کرنی پڑی ہے مگر میرادل یہ گوارہ نہیں کرتا کہ میرے یہ لمحات صحبت رسول (ص) سے خالی رہیں۔ حضور نے فرمایا ابوذر تم واپس اپنے مقام پر جاکر ان گوسفندوں کا بندوبست کرو۔ حکم رسول (ص) ملتے ہی واپس آئے۔ ایک روز مشغول نماز تھے کہ ایک بھیڑیا آگیا دل میں سوچا کہ نماز تمام کرلوں یا اپنے جانوروں کی حفاظت کروں خیال میں فیصلہ کیا کہ گوسفند جاتے ہیں تو جاتے رہیں نماز تو پوری کرلو۔ مگر ساتھ ہی شیطان نے وسوسہ ڈالا کہ اگر بھیڑیے نے سارے جانور ہلاک کردئیے تو پھر کیا بنے گا مگر فوراً ہی جذبہ ایمان بولا کہ خدا کی توحید، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت اور علی علیہ السلام کی ولایت جیسی دولت جس کے پاس ہو اس کو اور کیا چاہیئے۔ گوسفند جاتے ہیں تو جاتے رہیں۔ نماز کیوں جائے۔ لہذا صمیم قلبی سے نماز میں مشغول رہے، بھیڑیا آیا اور اس نے پہلا حملہ کیا کہ ایک بچہ لے چلا۔ ابھی وہ چند قدم ہی گیا ہوگا کہ ایک شیر نمودار ہوا اور اس نے بھیڑیے کو ہلاک کردیا اور گوسفند کے بچے کو اس سے چھین کر گلہ میں پہنچادیا۔ ت=پھر امر ربی سے گویا ہوا۔

"ابے ابوذر (رض) ! تم اپنی نماز میں مشغول رہو۔ حق تعالیٰ نے مجھے تمہارے گوسفندوں پر مؤکل کیا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ جب تک تم نماز سے فارغ نہ ہو جاؤ میں تمہارے گوسفندوں کی حفاظت کرتا رہوں۔"

پس جناب ابوذر (رض) نے کمال آداب و شرائط سے نماز قائم کی جب نماز سے فراغت پائی تو شیر حضرت ابوذر (رض) کے قریب آیا اور اس نے پیغام دیا کہ اے ابوذر (رض) بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہو کر اطلاع کردو کہ اللہ نے ان کے صحابی کے لئے اس کے گوسفندوں کی حفاظت پر شیر کو مقرر کردیا ہے۔ جناب ابوذر خدمت رسول (ص) میں آئے اور یہ واقعہ سنایا حضور (ص) نے یہ سنکر ارشاد فرمایا کہ اے ابوذر (رض) تم بالکل سچ کہتے ہو۔ میں (محمد) صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، علی علیہ السلام، فاطمہ سلام اللہ علیہا، حسن اور حسین علیہما السلام تمہاری تصدیق کرتے ہیں اس کے بعد ابوذر (رض) واپس ہوئے۔

اس واقعہ کے بعد کچھ کچھ عقیدہ اور ناقص الایمان لوگوں کو اعتبار نہ آیا آپس میں چہ مے گوئیاں شروع کردیں کچھ نے امتحان کی ٹھان لی۔ ایک دن چپکے سے اس جگہ آپہنچے جہاں ابوذر (رض) اپنے جانوروں کو چرا رہے تھے چنانچہ انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ نماز کے وقت شیر ان گوسفندوں کی حفاظت کرتا تھا اور اگر کوئی جانور گلہ سے جدا ہوتا تو وہ شیر اسے اندر داخل کرلیتا جب حضرت ابوذر (رض) نماز ختم کرچکے تو شیر نے مخاطب ہو کر کہا کہ اپنے جانور پورے کرلو میں نے ان کی حفاظت میں کوتاہی نہیں کی ہے۔ اس کے بعد وہ شیر ان چھپے ہوئے منافقوں سے متوجہ ہو کر بولا۔

"اے گروہ منافقین! کیا تم اس امر سے انکار کرتے ہو کہ خدا نے مجھے اس شخص کے گوسفندوں کے لئے مؤکل فرمایا ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل علیہم السلام کا دوست ہے اور تقرب خداوندی کے لئے ان ہی بزرگوں کا وسیلہ ڈھونڈتا ہے میں اس خدا کی قسم کھاتا ہوں جس نے محمد اور آل محمد علیہم السلام کو گرامی کیا ہے کہ خداوند قدیر نے مجھے ابوذر کا تابع فرمان اور مطیع قرار دیا ہے۔ خبردار رہو اگر ابوذر (رض) اس وقت مجھے حکم دیں کہ میں تم سب کو ہلاک کردوں تو میں بالتحقیق تم لوگوں کو بلا تاخیر پھاڑ کھاؤں"

یہ منظر دیکھ کر ان لوگوں کی جان حلق میں اٹک گئی مگر شیر غائب ہوگیا اور یہ اپنا سامنہ لے کر واپس ہوئے

جب پھر ابوذر (رض) بارگاہ رسول میں حاضر ہوئے تو سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "اے ابوذر (رض)! تم نے اپنے خالق کی اطاعت کے سبب یہ شرف حاصل کر لیا ہے کہ جنگل کے جانور تک تمہارے مطیع کردئیے گئے ہیں۔ بے شک تم نے اپنے خالق کی اطاعت کے سبب یہ شرف حاصل کر لیا ہے کہ جنگل کے جانور تک تمہارے مطیع کردئیے گئے ہیں۔ بے شک تم ان بندوں میں بڑا مقام رکھتے ہو جن کی تعریف قرآن مجید میں نماز کے قائم رکھنے کے متعلق کی گئی ہے"۔ (حیات القلوب)

اسلامی اخلاق وعادات:-

عقل کو اسلام سے جدا نہیں کیا جاسکتا ہے۔ حضرت ابوذر چونکہ مردعاقل تھے لہذا ان کی غیر اسلامی زندگی میں بھی اسلام کی مخالفت نظر نہیں آئی جب وہ پرچم اسلام تلے آگئے تو ایسا معلوم ہوا کہ ما لا کا ایک کھویا ہو ا موتی دوبارہ زینت بننے کے لئے مل گیا۔ تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ابوذر (رض) اسلام لانے کے بعد نکھرتے چلے گئے ہیں۔ پاکیزگی نفس، خالص عقیدت، مخلص ایمان، یقین محکم اور حسن وکمال سیرت کاجو مظاہرہ اس صحابی رسول (ص) کی زندگی کے مطالعہ سے ہوتا ہے وہ ممتاز حیثیت رکھتا ہے آپ کی سیرت بابصیرت ہرطبقہ کے لئے مشعل راہ ہے ظہور اسلام کے بعد انہوں نے لوگوں کو مواعظ ونصائح سے سیراب فرمایا۔ اخوت ومحبت اور حقیقی مساوات کا سبق سکھایا۔ اطاعت خدا ورسول (ص) اور اولی الامر کا راستہ واضح فرمایا۔ اور عقل سلیم کے فلسفہ کو مبرہن طریقوں سے پیش کیا۔ زہد کا یہ عالم تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

شبہ عیسیٰ (ع):-

"ابوذر (رض) میری امت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زہد میں مثال ہیں" اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ "جو چاہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو زہد وتواضع کو دیکھتے تو وہ ابوذر (رض) کی طرف نگاہ کرے" (ابوذر غفاری ص 57)۔

حضرت ابوذر (رض) فرمایا کرتے تھے کہ دنیا سے سخت بیزار ہوں اور دو ٹکڑے روٹی اور دو ٹکڑے کپڑا کے علاوہ کچھ نہیں جانتا روٹی کے ٹکڑے صبح وشام کھانے کے لئے اور کپڑے کے ٹکڑے گردن اور کمر پر باندھنے کے لئے یہ بات آپ (رض) کے زہد کی منزل روشناس کراتی ہے۔

مورخین اور محدثین کو اس بات سے مکمل اتفاق ہے کہ حضرت ابوذر علم کے عظیم مدارج پر فائز تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ رسول علیم (ص) نے میرا سینہ علم سے بھرا ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ اگر آسمان میں کوئی فرشتہ بھی حرکت کرتا تھا تو اس کے متعلق حضور (ص) سے کچھ معلومات حاصل کر لیتا تھا۔

سید مناظر گیلانی لکھتے ہیں "حیدر کرار علیہ السلام، افضی الصحابہ وباب العلم کی اس شہادت کو پڑو اور خود غور کرو کہ اگر انہوں نے ایسا فرمایا تو کیا غلط فرمایا۔ فرماتے ہیں ابوذر (رض) سخت حریص اور لالچی تھے۔ لا

لچی دین کی پیروی

کرنے میں اور اس کی باتوں پر عمل کرنے میں اور حریص علم حاصل کرنے میں تھے۔ بہت زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کرتے تھے۔ پھر انہیں کبھی جواب دیا گیا اور کبھی نہیں اس پر بھی ان کا پیمانہ

بہر حتی کہ لبریز ہو گیا"

مولا علی باب مدینۃ العلم کی یہ گواہی حضرت ابوذر (رض) کے تبحر علمی کے لئے بہت کافی ہے اور جناب ابوذر (رض) کبھی کبھار جوش میں آکر کہہ جایا کرتے تھے جیسا کہ ابن سعد نے طبقات میں لکھا ۔
"ہم رسول اللہ (ص) اللہ سے اس وقت بچھڑے ہیں کہ فضاء آسمانی میں بازوبلا کراڑنے والا کوئی پرندہ ایسا نہیں رہ گیا تھا کہ ہمیں اس کے متعلق کوئی خاص بات معلوم نہ ہوئی ہو۔"

حضرت ابوذر (رض) اول درجہ کے محدث تھے فصاحت و بلاغت پر دسترس کامل رکھتے تھے متقی مسلمان کا صحیح نمونہ تھے ۔ اسی لئے لوگوں کے قبلہ بن گئے تھے ۔ ایک روز مسجد میں تشریف رکھتے تھے اور احادیث نبوی کی تعلیم دے تھے کہ ایک شخص نے کہا "کاش ! میں نبی کی زیارت کرتا " ابوذر (رض) نے فرمایا حدیث پیغمبر (ص) ہے کہ میری امت میں سب سے زیادہ محبت کرنے والے وہ لوگ ہیں جو میرے بعد آئیں گے اور کہیں گے کاش! ہم رسول اللہ کو دیکھتے چاہے ان کی اولاد اور مال چھن جائے ۔"

حضرت ابوذر اخلاق کے اعلیٰ منازل و مدارج پر فائز تھے ۔ آپ پر صحبت پیغمبر کا نمایاں رنگ چڑھ چکا تھا اسوہ حسنہ کا جلوہ نظر آتے تھے ۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے کردار میں کوئی ایسی بات نظر نہیں آتی جس پر انگشت اعتراض اٹھائی جا سکے ۔ آپ کی پوری

زندگی اخلاق کی بے نظیر مثال ہے ۔ حضرت ابوذر تعلیم اخلاق کے مبلغ تھے اور فرماتے تھے کہ حضور (ص) اس سلسلہ میں سات باتوں کی ہدایت فرمائی ہے ۔

1:- فقراء و مساکین کو دوست رکھنا اور انہیں اپنے قریب رکھنے کی کوشش کرنا ۔

2:- اپنے حالات کو سنوارنے کے لئے اپنے سے کم حیثیت کے لوگوں پر نظر رکھنا اور اپنے سے بڑی حیثیت کے لوگوں کی طرف توجہ نہ کرنا ۔

3:- کسی کے سامنے دست سوال دراز نہ کرنا اور قناعت کو اپنا شعار قرار دینا ۔

4:- صلہ رحم کرنا یعنی اپنے اقرباء کے ساتھ پوری ہمدردی کرنا ۔ اور ان کے آڑے وقت ان کے کام آنا ۔

5:- حق بات کہنے میں کوئی باک نہ کرنا چاہئے ساری دنیا دشمن ہو جائے ۔

6:- خدا کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کرنا ۔

7:- ہمیشہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ کا ورد کرتے رہنا ۔ (مسند احمد بن حنبل)

حضرت ابوذر کا بیان ہے کہ اس کے بعد حضور نے میرے سینہ پر ہاتھ مار کر فرمایا ۔

"اے ابوذر! تدبیر سے بہتر کوئی عقل (سائنس) نہیں اور اپنے نفس پر قابو پانے سے بہتر کوئی پرہیز گاری نہیں اور حسن اخلاق سے بہتر دنیا میں کوئی حسن نہیں"

جب ہم حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیات پاک کا بغور مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے آپ اکثر مساکین و فقراء کو سینے سے لگائے رہتے تھے ۔ آپ ان خوش نصیب صحابہ رسول میں سے تھے جن کے رگ وریشہ میں بوئے اسوہ

حسنہ سمائی ہوئی تھی ۔ آپ فرمایا کرتے تھے مجھے میرے رسول (ص) کا حکم ہے کہ جو تم کھاتے ہو وہی اپنے

غلاموں اور اپنی لونڈیوں کو کھلاؤ ۔ اور جو خود پہنو وہی ان کو بھی پہناؤ ۔ چنانچہ آپ (رض) نے اس حکم

رسول (ص) کے تعمیل میں کوئی کوتاہی نہ برتی ۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے آپ اپنے دولت کدہ سے باہر تشریف لائے

راستہ میں ایک شخص سے ملاقات ہوئی اس نے دیکھا کہ جس طرح کالباس حضرت ابوذر (رض) نے زیب تن

فرمایا ہے وہی لباس ان کے غلام نے بھی پہن رکھا ہے وہ شخص معترض ہوا ۔ آقا و غلام کا ایک لباس ہے آپ نے

جواب دیا کہ مجھے میرے مرشد ونبی (ص) کا یہی امر ہے بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ میں خلاف حکم پیغمبر (ص) خود کچھ پہنوں اور اپنے غلام کو کچھ اور پہناؤں ۔

آپ کا طرز بود و باش اور ظاہری وضع قطع بالکل سادہ تھی لباس و پوشاک میں زرق برق ملبوسات پسند نہ کرتے تھے ۔ طہارت کا خیال ضرور فرمایا کرتے تھے مگر قطعاً پوشاک کی پرواہ نہ کرتے تھے اکثر بال الجھے رہا کرتے تھے ۔ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ احباب نے زبر دستی نہلا دھلا کر گنگھی وغیرہ کی آپ کا بستر ایک معمولی چٹائی تھا ۔

الغرض آپ کی زندگی کا معیار رہن سہن بالکل ایک عام شریف النفس انسان کی طرح تھا ۔

حضرت ابوذر (رض) باوجودیکہ سادہ طرز زندگی پر عامل تھے مگر وہ رہبانیت کے قائل ہرگز نہ تھے ۔ آپ نے سنت رسول (ص) کی پیروی میں شادی بھی فرمائی آپ نے تمام حقوق زوجیت کا لحاظ کما حقہ رکھا ۔ آپ کی زوجہ کا رنگ سیاہی مائل تھا اور لوگ کبھی کبھار یہ طعنہ بھی دیتے تھے مگر آپ (رض) نے اسی بیوی کو اپنا ملکہ خانہ قرار دیا ۔ آپ اپنی بیوی کا

کافی خیال رکھتے تھے ۔ اسی طرح مہمان نوازی اور تواضع داری حضرت ابوذر کی نمایاں صفات تھیں ۔

صدق ابوذر:-

جھوٹ تمام برائیوں کی جڑ ہے اور سچائی وہ صفت اعلیٰ ہے جس پر بڑی سے بڑی شخصیت بھی ثابت نہیں رہی لیکن جناب ابوذر رحمۃ اللہ علیہ کے لئے خصوصی صفت کے واسطے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نص فرمائی ۔ چنانچہ رسول (ص) صادق نے صدق ابوذر کی ضمانت یوں ارشاد فرمائی ۔
"سایہ آسمان تلے اور زمین کے فرش کے اوپر ابوذر سے زیادہ سچ بولنے والا کوئی نہیں" (ازالۃ الخفاء جلد 1 ص 282 شاہ ولی اللہ دہلوی)

حضرت ابوذر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معتمد اصحاب میں تھے چنانچہ حضور (ص) نے غزوہ ذات الرقاع میں آپ کو مدینہ منورہ میں قائم مقام فرمایا ۔ اسی طرح حضرت ابوذر (رض) کو ردیف النبی (کسی سواوی پر پیچھے بیٹھنا اور آگے سے کمر تھام کر بیٹھنا) ہونے کا بھی شرف اکثر مرتبہ نصیب ہوا ۔ اسی طرح حضرت ابوذر (رض) پر حضور کا پورا پورا اعتماد تھا کہ کئی راز آپ (ص) نے حضرت ابوذر (رض) کو بتا دیئے تھے ۔ حضرت ابوذر ان خوش قسمت اصحاب میں ہیں جن کو دفن رسول (ص) میں شرکت کا شرف حاصل ہوا ۔ رحلت پیغمبر کے بعد حضرت ابوذر (رض) کبھی حکومتی محلوں کو وقعت نہ دی بلکہ ہمیشہ خانہ مرکز ہدایت ومعدن نبوت اہل بیت اطہار کا طوف کرتے رہے ۔ اسی ناکردہ گناہ کی سزا میں عموماً ضیق یافتہ رہتے ۔ جب سقیفہ کی سازش کاظہور ہوا اور مسلمانوں میں دھینگا مشتی چلی تو اس شیر دل بزرگ نے مسجد النبی میں ایک دلیرانہ تقریر فرمائی ۔

"اے گروہ قریش ! تم کس غفلت میں پڑے ہو؟ تم نے رسول (ص) کی قرابت کی یکسر نظر انداز کردیا ۔ خدا کی قسم عرب کی ایک جماعت مرتد ہوگئی ہے اور دین میں شکوک کے رخنے ڈالنے دیئے ہیں ۔ سنو! امر خلافت اہل بیت کا حق ہے ۔ یہ جھگڑا فساد اچھا نہیں ہے ۔ تمہیں کیا ہوگیا ہے ۔ اہل کو نا اہل قرار دیتے ہو اور نا اہل کو سرپر اٹھاتے ہو ۔ خدا کی قسم تم سب کو معلوم ہے کہ رسول خدا (ص) نے بار بار فرمایا ہے کہ خلافت وامارت میرے بعد علی (ع) کے لئے پھر حسن اور حسین علیہما السلام پھر میری پاک اولاد اس کی مالک ہوگی ۔ تم نے قول رسول (ص) او خدا کے حکم کو نظر انداز کردیا تم اس عہد اور حکم کو بھول گئے جو تم پر عائد کیاگیا تھا تم نے

فانی دنیا کی اطاعت کرلی اور آخرت کو فروخت کردیا جو باقی رہنے والی ہے اور جس میں جوان بوڑھے نہ ہونگے اور جس کی نعمتیں زائل نہ ہوں گی جس کے رہنے والوں پر رنج و غم طاری نہ ہوگا۔ جس کے مکینوں پر ملک الموت کا زور نہ ہوگا۔ ایسی قیمتی چیز کو تم نے فانی دنیا کے عوض بیچ دیا یہ تو تم لوگوں نے ایسا ہی کیا جس طرح پہلی امتوں نے کیا۔ انہوں نے یہ کیا تھا کہ جب ان کا نبی انتقال کر گیا تو انہوں نے بیعت توڑ دی اور رجعت قہقری کرگئے۔ انہوں نے معاہدے ختم کردیئے اور احکام بدل دیئے۔ اور دین کو مسخ کردیا۔ تم نے ان سے

فسادات کا پورا ثبوت دیا۔ اے گروہ قریش! تم بہت جلد اپنی کثرت کا بدلا

پاؤگے اور تمہیں اپنی بدکاری کا نتیجہ مل جائے گا۔ وہ چیز تمہارے سامنے آجائے گی جو تم نے اپنے کردار بھیج دی ہے۔ خبر دارہو! جو بھی ہوگا درست ہوگا کیونکہ اللہ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا" (ابوذر الغفاری ص 113) یہ تقریر اس موقع پر کی گئی ہے جب حکومت کی تلوار سروں پر لٹک رہی تھی اور لوگوں کی زبانیں بند کرادی گئی تھیں ایسے خطرناک حالات میں صدیق امت حضرت ابوذر غفاری کا یہ عظیم الشان خطبہ ان کی بے مثال جرات و حق گوئی کا آئینہ دار ہے۔ حضرت ابوذر کے مقدّر کا ستارہ اس قدر روشن تھا کہ خاندان رسول میں ان کی ہر اہم موقع پر ضرورت محسوس کی جاتی تھی چنانچہ جب سیدہ طاہرہ سلام اللہ علیہا کا وصال ہوا تو غسل سے فراغت پانے کے بعد حضرت امیر علیہ السلام نے امام حسن کو حضرت ابوذر (ص) کو بلا نے بھیجا چنانچہ آپ تشریف لائے اور صدیقہ العالمین کی نماز جنازہ میں اس صدیق امت نے شرکت کا شرف پایا۔ حضرت ابوذر کے لئے طبعاً یہ مشکل تھا کہ حق گوئی سے زبان بند رکھیں چنانچہ وہ دور حضرت ابوبکر میں اکثر آل رسول (ص) کی حمایت میں تقریر فرماتے رہتے اور روضہ اقدس کی مجاورت میں رہتے باوجود یکہ ان کی سرگرمیاں حکومت وقت کو گوارہ نہ تھیں مگر انہوں نے مصلحت کے تحت اپنا رویہ بزم رکھا البتہ خفیہ طور آپ کو مجنون و مجذوب مشہور کرنے کی کوشش کی تاکہ لوگ ان کی باتوں کو وقعت نہ دیں۔ حضور اکرم (ص) نے اپنی حیات طیبہ میں حضرت ابوذر کو ایک نصیحت فرمادی تھی جس کی صحیح مصلحت اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں کہ "جب کوہ سلع تک شہر کی آبادی بڑھ جائے تو اے ابوذر تم شام کی طرف چلے جانا"۔

چنانچہ جب حضرت عمر کے زمانہ میں فتوحات کا اضافہ ہوا تو اس حکم رسول کی تعمیل میں حضرت ابوذر نے شام کی طرف کوچ فرمایا اور دس سال کا عرصہ مدینہ سے باہر گزارا۔ جب حضرت عثمان حاکم ہوئے تو پھر آپ واپس مدینہ آگئے۔ حضرت عثمان کے دور حکومت میں بنی امیہ نے قومی دولت کو دونوں ہاتھوں سے لوٹنا شروع کردیا جناب ابوذر کو حکومت کی اس دھاندلی سے اختلاف ہوا۔ لہذا انہوں نے حکومت کی اس پالیسی پر کڑی نکتہ چینی کی پس حضرت عثمان نے ان پر سخت پابندیاں عائد کردیں۔ لیکن ان پابندیوں سے خاطر خواہ نتائج برآمد نہ ہوئے لہذا فیصلہ کیا گیا کہ آپ کو جلا وطن کردیا جائے پس ان کو زبر دستی شام بھیج دیا گیا۔ شام میں آکر حضرت ابوذر (رض) کو معاویہ سے واسطہ پڑا۔ یعنی آسمان سے گرا کجھور میں اٹکا۔ ابوذر کے وعظ معاویہ کے لئے دردسربن گئے۔ لہذا اس نے ابوذر (رض) کو قتل کی دہمکی دی۔ جب جناب ابوذر کو یہ معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا۔

"امیہ کی اولاد مجھے فقر و قتل کی دہمکی دیتی ہے میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ فقیری مجھے تونگری سے زیادہ مرغوب ہے اور زمین کے اندر ہونا مجھے زمین کے باہر ہونے سے زیادہ پسند ہے۔ نہ میں قتل کی دہمکی سے مرعوب ہوتا ہوں اور نہ مرنے سے ڈرتا ہوں"۔

(ابوذر الغفاری ص 122)

چنانچہ حضرت ابوذر حقیقی اسلامی نظام اقتصادیات کا پرچار کرتے رہے۔ معاویہ نے عاجز آکر حضرت ابوذر (رض)

کو خریدنے کی کوشش کی اور تین سو دینار سرخ کی ایک تھیلی ایک ملازم کے ہاتھ روانہ کی مگر حضرت نے اسے ٹھکرا دیا۔ حضرت ابوذر (رض) کے پاس دوہی موضوع سخن تھے۔ اسلام کی معاشی پالیسی۔ اور مؤدہ آل محمد علیہم السلام۔ چنانچہ ان ہی دوماضامین پر آپ مسلسل لوگوں میں تبلیغ کرتے رہے۔ جس کے نتیجہ میں ہر طرف سے ابوذر کو مصائب نے گھیر ڈال دیا۔ معاویہ کی حکومت کے ہاتھوں بڑی اذیتیں برداشت کرنا پڑیں۔ مگر انہوں نے تمام آلام کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کیا آپ کے پائے استقلال میں ہرگز لغزش نہ آئی اس پر حکومت نے اپنے متشددانہ رویہ میں زیادتی کرنا شروع کردی۔ اور اعلان عام کروا دیا کہ ابوذر کی مجلس میں کوئی شخص شرکت نہ کرے۔ لیکن لوگ پھر بھی آپ کی صحبت کا شرف پانے آتے حضرت منع فرماتے اس خیال سے کہ کہیں یہ بیچارے حکومت سے مستوجب سزا نہ ہوں۔ مگر لوگ آپ کی تقریریں جوش و شوق سے سنتے۔ معاویہ نے حضرت عثمان کو شکایت ک اور حضرت ابوذر (رض) کو قید کر لیا۔ چنانچہ حضرت عثمان نے انہیں واپس مدینہ بلا لیا اور معاویہ کو یہ خط لکھا۔

"تیرا خط ملا۔ ابوذر کی بابت جو کچھ لکھا ہے معلوم ہوا۔ جس وقت تیرے پاس یہ حکم پہنچے اسی وقت ابوذر کو ایک بد رفتار اونٹ پر سوار کرا کے اور کسی درشت مزاج رہبر کو اس کے ساتھ روانہ کرو جو رات دن اونٹ کو بھگاتا لائے کہ ابوذر (رض) پر ایسی نیند غلبہ کرے جس سے وہ میرا اور تیرا دونوں کا ذکر کرنا بھول جائے اسے مدینہ بھیج دے۔" (ابوذر الغفاری ص 265)

حضرت عثمان کا خط ملتے ہی معاویہ نے حضرت ابوذر (رض) کو بلا لیا اور ان کو گھر تک بھی جانے کی اجازت نہ دی اور تن تنہا پانچ حبشی بد خو اور درشت مزاج غلاموں کے ہمراہ ایک بد رفتار اونٹ کی ننگی پشت پر سوار کر کے روانہ کر دیا جناب ابوذر اس وقت ضعیف العمر تھے۔ اور کافی کمزور تھے یہ تکلیف ان کے لئے اذیت ناک ثابت ہوئی اس سفر کے دوران آپ کی رانوں کا گوشت چھل چھل کر جدا ہو گیا اس سفر کی صعوبتیں بھی حضرت ابوذر کو حق گوئی سے باز نہ رکھ سکیں چنانچہ آپ راستہ میں جہاں بھی موقع ہاتھ لگتا حکومت کی غلط پالیسیوں پر اپنے خیالات کا اظہار فرماتے رہے۔ بیرون شہر دیر مران کے مقام پر لوگوں کا اجتماع ہوا جو آپ کو الوداع کہنے آئے یہاں بعد از نماز باجماعت آپ نے ایک معرکہ الآراء خطبہ ارشاد فرمایا۔

خطبہ دیرمران:-

"ایہا الناس! تم کو ایسی چیز کی وصیت کرتا ہوں جو تمہارے لئے نافع ہو بعد اس کے فرمایا کہ خداوند عالم کا شکر ادا کرو سبھوں نے کہا الحمد للہ پھر آپ نے خدا وحدانیت اور حضرت رسول (ص) کی رسالت کی گواہی دی اور سبھوں نے ان کی موافقت کی پھر فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ قیامت میں زندہ ہونا اور بہشت و دوزخ ہے۔ اور جو کچھ حضرت رسول خدا حق تعالیٰ کی طرف سے لائے قرار دیتا ہوں سبھوں نے کہا تم نے جو کچھ کہا اس کے ہم لوگ گواہ ہیں۔ اس کے بعد فرمایا تم میں سے بھی جو کوئی اس اعتقاد پر دنیا سے اٹھے گا اس کو خدا کی رحمت اور کرامت کی بشارت دی

جائے گی۔ بشرطیکہ گناہگاروں کا معین اور ظالموں کے اعمال کا موید اور ستم گاروں کا یار ومددگار نہ ہوگا۔ اے گروہ مردم! اپنے نماز روزہ کے ساتھ محض خدا کے لئے غضب و غصہ کرنے کو بھی شامل کرو جبکہ دیکھو کہ زمین پر لوگ خدا کی معصیت کرتے ہیں اور ان چیزوں کے سبب اپنے پیشواؤں کو راضی نہ رکھو جو کہ غضب خدا باعث ہوتے ہیں اور اگر وہ لوگ دین خدا میں ایسی چیزیں ظاہر کریں جن کی حقیقت تم لوگ نہ جانتے ہو تو ان

سے کنارہ کش ہو جاؤ۔ اور ان کے عیبوں کو بیان کرو۔ اگر چہ وہ (ظالم) لوگ تم پر عذاب کریں اور اپنی بارگاہ سے نکال دیں اور اپنی عطا سے محروم رکھیں اور تم کو شہروں سے خارج کردیں اور اپنی عطا سے محروم رکھیں اور تم کو شہروں سے خارج کردیں تاکہ حق تعالیٰ تم سے راضی اور خوشنود ہو۔ بہ تحقیق کہ حق تعالیٰ سب سے زیادہ جلیل و بلند مرتبہ ہے اور یہ امر سزاوار نہیں کہ مخلوقات کی رضا مندی کے لئے کوئی شخص اس کو غضب میں لائے خدا مجھے اور تمہیں بخش دے۔ اب میں تم کو خدا کے سپرد کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ تم پر خدا کا سلام اور اس کی رحمت ہو" (حیات القلوب)

اس خطبہ کا حاضرین پر یہ اثر ہوا کہ لوگوں نے جوش و خروش میں کہا کہ اے ابوذر! اے مصاحب رسول خدا (ص) حق تعالیٰ آپ کو بھی سلامت رکھے اور آپ پر بھی رحمت نازل کرے۔ کیا آپ نہیں چاہتے کہ ہم آپ کو پھر اپنے شہر لے چلیں اور آپ کے دشمنوں کے مقابلے میں آپ کی حمایت کریں۔ جناب ابوذر نے ان کو تلقین صبر

فرمائی اور ارشاد کیا کہ اللہ تم پر رحمت کرے اب واپس جاؤ میں تم سے زیادہ بلاؤں میں کرنے والا ہوں تم لوگ ہرگز فکر مند نہ ہونا اور اپنے درمیان اختلاف نہ کرنا۔

المختص حضرت ابوذر (رض) سفر کی اذیت سے مجروح، تھکن سے چوربال حال پریشان مدینہ پہنچے اور دربار حکومت میں حاکم وقت حضرت عثمان بن عفان کے روبرو پیش کردیئے گئے۔ حضرت عثمان نے صحابیت کے تمام اعزازات و مراعات کو یک قلم نظر انداز کرتے ہوئے حضرت ابوذر (رض) پر نگاہ غضب اٹھاتے ہوئے آپ کو سخت برا بھلا کہا یہ منظر طبقات ابن سعد سے ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت عثمان :- تو ہی وہ ہے جس نے ایسی حرکات کی ہیں۔

جناب ابوذر (رض) :- میں نے تو کچھ نہیں کیا مگر یہ کہ تمہیں نصیحت کی تم نے اس نصیحت کا برا مانا اور مجھے اپنے سے دور کردیا۔ پھر میں نے معاویہ کو نصیحت کی اس نے بھی برا مانا اور مجھے نکال دیا۔ عثمان :- تو جھوٹا ہے تیرے دل میں فتنہ کود رہا ہے تو یہ چاہتا ہے کہ اہل شام میرے خلاف برانگیختہ ہو جائیں۔ ابوذر (رض) :- اے عثمان! اگر تو سنت کا اتباع کرے تو تجھے کوئی بھی کچھ نہ کہہ سکے گا۔ عثمان :- تجھے اس سے کیا واسطہ میں اتباع کروں یا نہ کروں (اس کے بعد نازیبا جملہ ہے) ابوذر (رض) :- (حضرت ابوذر غضبناک ہو کر بد دعا دیتے ہیں) خدا کی قسم تو مجھ پر اس کے سوا اور کوئی الزام عائد نہیں کرسکتا کہ

بھلائیوں کا حکم کرتا ہوں اور برائیوں سے روکنے کا پرچار کرتا ہوں۔

عثمان :- (یہ سن کر آگ بگولہ ہوجاتے ہیں) اے اہل دربار مجھے مشورہ دو کہ میں اس بڑھے جھوٹے کے ساتھ کیا سلوک کروں۔ اس کو کوڑے لگاؤں یا قید کردوں یا اس کا کام تمام کردوں یا پھر وطن بدر کردوں۔ (اس پر جماعت مسلمین میں اختلاف و اشتغال رونما ہوا۔ یہ سنکر حضرت علی علیہ السلام جو اس وقت موجود تھے بولے)

حضرت علی علیہ السلام :- اے عثمان! میں تمہیں مومن آل فرعون کی طرح یہ رائے دیتا ہوں تم ابوذر کو اس کے اپنے حال پر چھوڑ دو۔ اگر یہ (معاذ اللہ) جھوٹا ہے تو جھوٹ کا نتیجہ خود پائے گا اور اگر یہ سچا ہے تو اس کا بار تمہاری گردن پر ہوگا۔ خدا اس کی ہدایت نہیں کرتا جو اسراف کرے اور جھوٹا ہو۔

(صاحب طبقات لکھتے ہیں کہ یہ سنکر خلیفہ عثمان اور حضرت علی میں گرما گرمی ہوئی اور بحث میں تلخی و شدت پیدا ہوئی جس کا ذکر میں نہیں کرنا چاہتا۔)

اللہ فقیر، عثمان غنی :-

بہر حال حضرت علی علیہ السلام کی کوششوں سے حضرت ابوذر (رض) دربار عثمان سے باہر آئے اقتدا کے نشہ میں حاکم کی مدبوشی کا یہ عالم تھا کہ اس کو رسول صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ قول مبنی بر صدق بھی یاد نہ رہا تھا کہ حضور نے جناب ابوذر (رض) کے لئے ضمانت دی تھی کہ "نیلے آسمان کے نیچے اور روئے زمین کے اوپر ابوذر سے زیادہ سچا کوئی نہیں پیدا ہوگا۔ مگر ابوذر نے بھی مقام غدیر پر مے ولایت کے خم کے خم نوش کر رکھے تھے جس کی مستی کم ہی نہ ہوتی ہے۔

جوں جوں تشدد کیا جاتا تھا آپ کا نشہ بڑھتا جاتا تھا اور ان کو مصائب جھیلنے میں سرور محسوس ہوتا تھا چنانچہ ایوان حکومت سے باہر آتے ہی گلی گلی علی علی شروع ہوا۔ مدینہ میں ابھی سرمایہ دارانہ ذہنیت ابتدائی مراحل میں پروان چڑھ رہی تھی لہذا محبت اہل بیت علیہم السلام کی عنوان پر تبلیغی سرگرمیاں زور شور سے شروع کر دیں اگر کوئی سیٹھ سامنے آگیا تو اس کو بھی ہاتھ آیشکار سمجھ کر اسلامی اقتصادی نظام کی تشریحات تعلیم کئے بغیر نہ چھوڑا۔ کوچہ وبازار میں آپ اکثر مشغول تبلیغ رہتے۔ ایک روز حضرت عثمان نے مسجد میں بلوالیا اور پوچھ لیا کہ مجھے تمہاری شکایت ملی ہے کہ تم کہتے ہو کہ عثمان کہتا ہے کہ "خدا فقیر ہے اور میں (عثمان) غنی ہوں" حضرت ابوذر نے جواب دیا کہ میں نے یہ کسی سے نہیں کہا لوگوں نے میری چغلی کھائی ہے۔ حضرت عثمان نے کہا کہ تم اب بڈھے ہو گئے ہو اور تمہارا دماغ کام نہیں کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا میرا دماغ کام کرے یا نہ کرے مگر یہ بات مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

"جب ابو العاص کی اولاد میں تیس تک پہنچ جائیں گی تو وہ خدا کے مال کو اپنی دولت و اقبال کا ذریعہ ٹھہرائیں گے۔ خدا کے بندوں کو اپنے خدمتگاروں اور نوکر قرار دیں گے خدا کے دین میں خیانت کریں گے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ان سے آزادی بخشے گا۔"

حضرت ابوذر (رض) کا یہ کہنا بادشاہ وقت کو ناگوار گزرا۔ انہوں نے لوگوں سے پوچھا مگر حاضرین نے لاعلمی کا اظہار کر دیا چنانچہ حضرت علی علیہ السلام کو بلوایا گیا چنانچہ انہوں نے فرمایا کہ میں ابوذر کی تکذیب نہیں کرسکتا

کیوں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا ہے کہ ابوذر سے زیادہ سچا اس زمین پر کوئی نہیں ہے یہ سنکر لوگوں نے کہا ابوذر سچ کہتے ہیں۔ اس واقعہ کے چند روز بعد عثمان نے حضرت ابوذر کو مدینہ سے نکالنے پر غور کرنا شروع کر دیا۔

دولت کی غلط تقسیم اور طبقاتی طبع آزمائی کے جو مناظر دور عثمانیہ میں نظر آتے ہیں وہ محتاج بیان نہیں ہے تاریخ کے اور راق حضرت عثمان کی کنبہ پروریوں اور ناجائز کرم گستریوں سے بھر پور ہیں لیکن وہ حقائق ہمیں اس کتاب میں نہیں کرنا ہے ہمیں صرف اتنا ہی عرض کرنا ہے کہ حضرت عثمان نے قومی خزانہ کا منہ اس طرح کھول دیا تھا کہ مسلمانوں میں ایک خاص طبقہ امراء کا پیدا ہو گیا تھا اور ان میں حرص مال اس نہج تک آپہنچی تھی کہ حلال و حرام میں امتیاز ختم ہوتی نظر آرہی تھی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے والے حضرات کے لئے یہ ممکن نہ تھا کہ اکثریت کو نان شبینہ کے لئے محتاج پائیں اور خواص کو مال وجواہر میں کھیلتا دیکھیں۔ لہذا اس جماعت مردان حق نے صدائے احتجاج بلند کی اور جناب ابوذر (رض) اس سلسلے میں پیش پیش رہے۔ ابوذر جب مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام کو دیکھتے تو ان کے پاس صرف جو کی سوکھی روٹی نظر آتی لیکن جب مصاحبان حکومت کی بودوباش اور ذخیرہ اندوزی ملاحظہ کرتے تو

یہ صورت حال برداشت نہ کرسکتے تھے۔ چنانچہ آپ جمع دولت اور سرمایہ داری کے مخالف تھے۔ غرباء فقراء نوازی، محتاج یتیم ومسکین ومجبور وقہور کی ہمدردی واعانت کے کٹر حامی تھے۔ ان ہی خیالات کے باعث عہد حاضر کے بعض افراد نے انہیں کمیونسٹ اور اشتراکی کہنا شروع کردیا حالانکہ حضرت ابو ذر کے پاکیزہ اسلامی اقتصادی نظریہ کو اشتراکیت سے کوئی

واسطہ نہیں ہے۔ اور یہ مفصل بحث ہم نے اپنی کتاب "صرف ایک راستہ" کے باب معاشیات واقتصادیات میں ہدیہ قارئین کردی ہے۔ حضرت ابو ذر کا موقف محض یہ تھا اسلامی حکومت کے دائرہ حدود میں ایسا ہرگز نہ ہو کہ امراء حد سے بڑھ جائیں اور غرباء حد سے گر جائیں۔ آپ کا منشاء صرف یہ تھا کہ اسلام اس انداز میں سطح عالم پر ابھرے کہ امراء اور غرباء دونوں میں توازن وعدل قائم رہے۔ معاشرہ پر ہر ایک متوازن طبقہ چھایا رہا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت ابوذر دولت کو چند ہاتھوں سے لے کر زیادہ ہاتھوں میں گردش کناں دیکھنے کے متمنی تھے۔ آپ کو احساس تھا کہ فراوانی دولت اور شدت غربت دونوں گناہوں کی محرک ہوتی ہیں۔ ایک طرف دولت اسلامیہ منظور نظر لوگوں، عزیزوں اور اقرباء کو بے دریغ لٹائی جارہی تھی تو دوسری طرف بیت المال کا دروازہ غریبوں، یتیموں اور مستحقوں کے لئے بالکل بند کردیا گیا تھا۔ خلیفہ کے رشتہ دار جاگیریں اور محلات بنانے میں مصروف مگر غریب بھوکوں مر رہے تھے اس معاشی بحران ہی کے دوران حضرت عثمان نے قرآن جلودائے یہ جلتی پر تیل ثابت ہوا۔ لہذا یہ بے حرمتی بھی لوگوں کو ناگوار ہوئی۔ چنانچہ حضرت ابوذر کو ایک اور موضوع احتجاج حاصل ہوا چونکہ انہیں رسول اللہ (ص) نے پہلے ہی آگاہ دیا تھا کہ "اے ابوذر (رض) تجھے کوئی قتل نہ کرسکے گا" لہذا انہیں ہلاکت کا خوف نہ ہوتا تھا چنانچہ وہ نڈر ہوکر حکومت پر نکتہ چینی کرتے تھے ادھر تبلیغ ابوذر میں شدت ہوئی تو ادھر حکومت نے ان کا منہ بند کرنے کے طریقے دریافت کرنے شروع کردئیے پہلے مردان کی رائے کے مطابق آپ کو مال وزر کے ذریعہ خاموش کرنا چاہا لیکن جب رقم پیش ہوئی تو آپ نے ٹھکراتے ہوئے فرمایا۔

"جاؤ واپس لے جاؤ مجھے اس کی حالت میں قطعی ضرورت نہیں ہے جبکہ غریب مسلمانوں کو نظر انداز کردیا گیا ہے میرے لئے تھوڑی گندم کافی ہے۔ میرا گزر اوقات پوربا ہے۔ خلیفہ سے جاکر کہہ دینا کہ میں علی علیہ السلام اور اہلبیت علیہم السلام کی ولایت میں بالکل غنی ہوں۔ میرا دل غنی ہے۔ میری روح غنی ہے۔ میری جان غنی ہے۔ تمہاری دولت کی ہمیں ضرورت نہیں۔" (حیات القلوب)

جب یہ تراکیب کارآمد نہ ہوئی تو سرکاری فرمان جاری ہوا کہ ابوذر سے ترک موالات کی جائے۔ حکم حاکم مرگ مفاجات اس شاہی حکم سے لوگوں نے آپ کے پاس آنا جانا ترک کردیا۔ مگر ابوذر چلتے پھرتے اپنا وعظ جاری رکھتے رہے۔ کچھ درباری چہچہوں نے خلیفہ کے کان بھرے لہذا حضرت عثمان نے ان کو جلا وطن کرکے ربذہ بھیج دیا۔ مروان کو حکم دیا کہ اسے ننگی پشت کے اونٹ پر سوار کرکے ربذہ پہنچانے اور اعلان کیا کہ اس کی مشایعت کے لئے کوئی شخص نہ جاوے بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ ضرب شدید سے اذیت بھی پہنچائی۔ بہر حال سزائے موت کے ہم پلہ کالے پانی کی سزا اس صدیق امت صحابی کو خلیفہ مسلمین نے محض حق گوئی کے پاداش میں دی۔

حضرت عثمان کے حکم اخراج ابوذر پر اگرچہ اصحاب میں سخت اضطراب تھا مگر جلتی آگ میں کودنا کسی کسی کا حوصلہ ہوتا ہے۔ حضرت ابوذر جب مدینہ سے نکالے گئے تو حکم عثمان کے خلاف حضرات علی، حسن، حسین، علیہم السلام، عمار، ابن عباس، ابن جعفر اور مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنے گھروں سے باہر آئے۔ اور جب حضرت ابوذر کو ننگے اونٹ پر مروان بٹھانے لگا تو حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے مروان کو

ٹوکا۔ حس پروہ حضرت عثمان کے پاس شکایت لے کر گیا ۔

کئی مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ حضرت علی خود جناب ابوذر کو ربذہ کے جنگل تک چھوڑنے تشریف لے گئے۔ حضرت ابوذر کو کسمپرسی کی حالت میں ربذہ کے جنگل میں قید تنہائی کی سزا بھگتنی پڑی۔ اس حال میں کہ وہاں کوئی آبادی نہ تھی۔ اور دور دور تک انسان نظر نہ آئے تھے ۔ سوائے کسی مسافر کے اس مقام پر کوئی ایسی جگہ نہ تھی جہاں آپ پناہ لے لیتے۔ بس ایک درخت تھا جس کے نیچے آپ رہتے تھے۔ جب معاویہ کو یہ جلاوطنی کی خبر ملی تو اس نے حضرت ابوذر کی بیوی وغیرہ کو ربذہ بھیج دیا۔ اسی عالم بے بسی میں آپ کے فرزند ذر کا انتقال ہوا اور تھوڑے عرصہ بعد رفیقہ حیات بھی چل نسین پھر آپ خود علیل ہوئے۔ ایک دختر کے علاوہ کوئی پرسان حال نہ تھا۔ جب طبیعت زیادہ خراب ہوئی تو فضائل آل محمد کے علاوہ اور کوئی وصیت نہ کی اپنی بیٹی کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس خبر سے آگاہ کیا جو آپ نے اپنی حیات میں دربارہ دفن ارشاد فرمائی تھی چنانچہ بمطابق پیشگوئی رسول (ص) حضرت مالک اشتر رضی اللہ عنہ یہ سعادت حاصل کی۔ اور جناب ابوذر کو چار ہزار درہم کا کفن پہنایا۔ بعض روایات میں ہے کہ لشکر کے ہر آدمی نے تھوڑا تھوڑا کفن کے لئے کپڑا دیا۔ مرقوم ہے کہ نماز جنازہ عبداللہ بن مسعود نے پڑھی۔!!!!

توزید جہاں کا قبلہ ہے اے قلب ابوذر غفاری

واللہ کہ تیرا فقر رہا دینائے حکومت پر بھاری

تو ہے وہ خطیب عرفانی دل دہل گئے جس کے خطبوں سے

صحرائے عرب کی ریتی میں گل کھل گئے جس کے خطبوں سے

(احسان امروہوی)
